سرائیکی منظوم قصہ تمیم انصاری پر مذہبی اثرات

☆محمد ممتاز خان

Abstract:
In the Siraiki language, the tradition of verse tales extends over many centuries. These verse tales depict more than just stories of adventures and love. These tales show many different forms of our cultural life, customs and traditions, historical facts, natural scenes, human relations and emotions. These tales also, more or less, reflect the religious element. Muhammad Ameen Ansari's "Tameem Ansari" is the only tale of its kind among Siraiki tales that is written on the life of any companion of the Holy Prophet (PBUH). This tale talls the story of seven years that Hazrattameem Ansari spent imprisoned by jins, giants, and fairies. The poet has basically tried to convey some religions problems through this tale and has tried to describe their solution in the light of revelational bounderies, rules and traditions. Each episode in the tale is related either to the Quran and hadith or to the events narrated in the religions books. The present study is an effort to trace the raligions effect on the events narrated in this late.

تاریخ ادبیات عالم کے مطالعہ سے یہ بات علم میں آتی ہے کہ دنیا کی کسی بھی زبان کا دستیاب ابتدائی سرمایہ نثر کی بجائے نظم میں ملتا ہے اور اس کی نوعیت مذہبی قسم کی ہے۔ سرائیکی وادی سندھ کی ایک قدیم زبان ہے جس کا ابتدائی سرمایہ بہت کم محفوظ رہ سکا ہے۔ موجودہ سرائیکی زبان کے بارے میں محققین اور ماہرین لسانیات کی رائے ہے کہ تقریباً ایک ہزار سال پہلے اس کی تشکیل کا عمل شروع ہوا۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق سندھی اور سرائیکی زبان کی بابت 111ھ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''لسانی تاریخ میں 111ھ کو اس لیے اہمیت حاصل ہے کہ اُس وقت نہ صرف ملتان کی ریاست زیریں سندھ سے الگ ہوگئی بلکہ ملتانی زبان سندھی زبان سے علیحدہ ہوگئی اور آزادانہ طور پر ترقی پانے لگی''۔(۱)

ڈاکٹر محمد علی صدیقی کے مطابق:

> ''سومرہ خاندان کے عہد (1050 تا 1350ء) میں جو بھٹی راجپوتوں کا ایک قبیلہ ہے، سرائیکی زبان کو ملتان اور سندھ میں پہلی بار سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی۔ سومرہ حکمرانوں نے سرائیکی زبان کو ملتان اور سندھ کی سرکاری زبان قرار دیا۔(۲)

لیکچرر شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

سرائیکی زبان کے شعری ادب پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسمیں مختلف اصناف سخن کی ایک مضبوط روایت موجود ہے۔ان اصناف میں منظوم قصے ایک خاص اہمیت کے حامل ہیں۔قصہ ادب کی ایک ایسی صنف ہے جس میں تخلیق کار کو انسانی زندگی کے ہمہ قسم موضوعات کو بیان کرنے کا موقع میسر آتا ہے۔سرائیکی قصہ کاری کے موضوعات کا مجموعی جائزہ لیں تو اس میں جہاں ایک طرف ہمیں عشق ومحبت کی دلفریب داستانیں پڑھنے سننے کو ملتی ہیں وہاں دوسری طرف غم واندوہ اور مہم جوئی کی پُرتحیّر ناممکنات میں سے حوصلہ افزاُ ممکنات سے آگہی کے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔کہیں رسوم ورواج کے شہر آباد ملتے ہیں تو کہیں رنگا رنگی سے بھرپور ان قصوں میں مذہبی رنگ غالب صورت میں اُبھر کر سامنے آتا ہے۔قصہ ''تمیم انصاری'' دراصل صحابی رسولؐ حضرت تمیم انصاریؓ کی زندگی کے جنوں، دیوؤں، پریوں وغیرہ کی قید میں بیتے سات برسوں کی کہانی کے واقعات پر مشتمل ہے۔کتب تاریخ واحادیث میں تمیم یا تمیم انصاریؓ نام کی کئی شخصیات کا ذکر ملتا ہے۔دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسے تمیم انصاریؓ نام کے صحابی رسولؐ تھے جن کے ساتھ یہ واقعات پیش آئے۔خلیل الرحمٰن داؤدی کے مطابق:

> ''علی الجزری نے سات ہزار پانچ سو صحابہ کا ذکر کیا ہے جن میں سے ۲۱ صحابہؓ کا نام تمیم بتایا ہے، جبکہ ان میں سے چار انصاری ہیں۔تمیم ابن حمام انصاری جنگ بدر کے شہیدوں میں شامل ہیں۔''(۳)

علی الجزری کے مطابق:

ترجمہ:

> ''تمیم بن معبد بن عبد سعد بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث انصاری اوسی حاربی اپنے والے معبد کے ساتھ احد میں شامل ہوئے تھے۔تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج بن حارثہ جنگ بدر میں شامل تھے۔''(۴)

ڈاکٹر گیان چند کے مطابق:

> ''تمیم انصاری ابن زید عبداللہ بن زید انصاری جازنی کے بھائی تھے۔''(۵)

تمیم ابن زید انصاری کا ذکر انٹرنیٹ کی ویب سائٹ پر بھی موجود ملتا ہے جس کے مطابق:

ترجمہ:

> ''تمیم بن زید الانصاری مسلمان صوفی تھے جن کا مزار انڈیا میں کوالام (تامل ناڈو) سے ۵۹ کلومیٹر دور چنائی کے مقام پر واقع ہے۔الانصاری سعودی عرب کے شہر مدینہ

میں پیدا ہوئے اور حضرت محمدؐ کے صحابی تھے۔ ان کے مزار کا احاطہ تین ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ جہاں ہر چاند کی پہلی جمعرات کو ان کا عرس منایا جاتا ہے۔ البتہ عام دنوں میں درگاہ روزانہ صبح پانچ بجے سے رات دس بجے تک کھلا رہتا ہے کچھ زائرین یہاں رات بھر قیام کرتے ہیں۔''(٦)

سرائیکی اردو محقق پروفیسر مظہر مسعود اپنے ایک مضمون میں قصہ تمیم انصاری کے واقعات کو غیر معروف بناتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''صحابی رسولؐ حضرت تمیم انصاری کا واقع کوئی مشہور واقعہ معلوم نہیں ہوتا۔ کتب تاریخ میں کافی تلاش کے بعد قاضی بدرالدین الشبلی متوفی ۷۶۹ھ کی مرتبہ کتاب'' آکام الجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان'' میں یہ واقعہ ایک رتبے والے تابعی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے مختصراً درج ہے۔''(٧)

مذکورہ بالا محققین کے بیانات کی روشنی میں کہیں سے بھی اس بات کے تعین میں مدد نہیں ملتی کہ وہ کونسے تمیم انصاری نام کے صحابی رسولؐ تھے جن سے اس قصے کے واقعات جڑے ہیں۔ البتہ اردو دائرۃ المعارف میں درج بیان اس بات کے تعین میں مددگار ثابت ہوتا ہے جس میں حضرت تمیم انصاریؓ کو انصاری کی بجائے تمیم داری لکھا گیا ہے۔ دائرہ معارف کے مطابق:

''ایک صحابی جن کی نسبت الداری تھی یمنی، قحطانی عرب قبیلہ لخم بن عدی کی شاخ الدار بن ھانئ بن حبیب بن نمارۃ بن لخم سے تھے، جو جذام اور کندۃ کا ھم جد تھا۔ حضرت تمیمؓ کا خاندان فلسطین میں آباد تھا ان کی نسبت الداری تو الدار بن ھانئ سے ہے اور الدیری دیر سے، اس لیے کہ ۹ ہجری میں اسلام لانے سے پہلے آپ ایک دیر میں راھب تھے، آپ کی کنیت ایک صاحبزادی کے نام پر ابو رقیہ تھی، اور اولاد نہ تھی۔ آپ اسلام سے پہلے اپنے تمام قبیلے کی طرح عیسائی تھے اور آپ کی زندگی ٹھیٹ مذہبی قسم کی تھی۔ غزوہ تبوک رجب ۹ ھ میں ہوا آپ اس غزوہ سے پہلے اسی سال شام سے مدینہ آئے آپ کے ساتھ آپ کے قبیلے کے کئی آدمی تھے سب نے اسلام کے آستانے پر سر جھکایا اور عہد نبوتؐ میں مدینے میں مقیم رہے۔ ان سے بہت سے صحابہؓ نے روایتیں کی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ سمندری طوفان میں جہاز کی تباہی نہ تھی جس کی وجہ سے تمیم کو دوسری دنیا کے اسرار معلوم ہوئے بلکہ انہیں رات کے وقت ایک جن گھر سے اُٹھا کر لے گیا وہ یکے بعد دیگرے مختلف نامعلوم ممالک سے گزرے۔''(٨)

شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

''ابو رقیہ تمیم الداری ایک صحابی، قبیلہ لخم بن عدی کی شاخ الدار بن ھانئ بن حبیب بن نمارۃ بن لخم سے تھے۔ آپ کا قبیلہ یمن سے نکل کر فلسطین میں آباد ہو گیا تھا۔ آپ کی ایک نسبت الدیری بھی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ ۹ ہجری میں اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک دیر میں راہب تھے۔ آپ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت تک مدینے ہی میں سکونت پذیر رہے۔ ۳۵ ہجری کے بعد شام میں آبسے۔ بقول صاحب 'تہذیب' آپ بیت المقدس میں قیام پذیر ہوئے اور صاحب ''اُسد الغابہ'' کے نزدیک بیت المقدس کے قریب 'عینون' نامی گاؤں میں آکر آباد ہو گئے جو آنحضورؐ نے آپؓ کو جاگیر میں عطا کیا تھا۔ آپؓ کی تاریخ وفات بعض اقوال کے مطابق ۴۰ ہجری ہے جو قبر پر لکھی ہوئی ملی ہے۔''(۹)

ایم۔ایس ناز نے ''مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا'' میں آپ کو تمیم داری یا انصاری کی بجائے تمیم بن اوس لکھ کر آپ کا نام اہل کتاب صحابہ کی فہرست میں درج کرنے کے ساتھ ساتھ آپ سے منصوب مسجد نبویؐ میں قندیلیں روشن کرنے والے واقعہ کو بھی درج کیا ہے۔ان کے مطابق:

''آپ کی کنیت ابو رقیہ اور نام تمیم تھا۔سلسلہ نسب یوں ہے،تمیم بن اوس بن حارجہ بن سبور بن خزیم بن ذراع بن عدی بن الار بن ہانی بن حبیب بن تمارہ بن لخم بن عدی بن عمرو بن مباء۔آپ جب شام سے مدینہ آئے تو اپنے ساتھ کچھ قندیلیں اور تھوڑا سا تیل بھی لے آئے۔مدینہ پہنچ کر قندیلوں میں تیل ڈال کر مسجد نبوی میں لٹکا دیں اور جب شام ہوئی تو انہوں نے انہیں جلا دیا۔آنخضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کو روشن پایا تو دریافت فرمایا کہ مسجد میں روشنی کس نے کی ہے۔صحابہ کرامؓ نے حضرت تمیمؓ کا نام بتایا۔آپؐ بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور فرمایا میری کوئی لڑکی ہوتی تو میں تمیمؓ سے اُسکا نکاح کر دیتا۔''(۱۰)

''مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا'' میں مذکورہ بیان تمیم انصاریؓ کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے ہانئ بن تمارہ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ یہ ہانئ بن نمارۃ ہے۔محسوس ہوتا ہے کہ یہ کتابت کی غلطی وجہ سے درج ہو گیا ہے۔ محققین نے سرائیکی زبان میں صحابی رسولؐ

حضرت تمیم انصاریؓ کے قصہ کو منظوم کرنے والے شاعروں کی تعداد کہیں ایک تو کہیں دو بتائی ہے۔ڈاکٹر نصر اللہ خاں ناصر کے مطابق:

''حضرت تمیم انصاریؓ صحابیِ رسولؐ کا قصہ ہے جسے سرائیکی زبان میں مولوی محمد امین نے تحریر کیا ہے۔''(۱۱)

ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز کے بیان مطابق:

''سرائیکی میں صحابیِ رسولؐ تمیم انصاریؓ کا قصہ دو شاعروں احمد اور امین نے تحریر کیا ہے۔''(۱۲)

محمد امین انصاری کا لکھا قصہ تمیم انصاری راقم کے پاس موجود ہے۔لیکن باوجود کوشش کے احمد نام کے شاعر کا لکھا قصہ تمیم انصاری دستیاب نہیں ہو سکا۔ قصے کا شاعر محمد امین انصاری کون تھا اور کہاں کا رہنے والا تھا؟اس حوالے سے پروفیسر مظہر مسعود اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

''ایک صاحب نے بتایا ہے کہ بہاول پور شہر میں محمد امین نام کا ایک عطر فروش ہو گزرا ہے۔وہ صوفی شاعر تھا اور اس کے کچھ مولود شریف،غزوات اور واقعہ کربلا منظوم شکل میں ملتے ہیں اندازہ ہے کہ وہ یہی محمد امین ہوگا۔اس سے زیادہ معلومات نہیں مل سکیں''۔(۱۳)

مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق محمد امین انصاری کا تعلق ضلع بہاول پور کی تحصیل احمد پور شرقیہ کے معروف قصبہ چنی گوٹھ سے تھا۔یہ خاندان حال مقیم چنی گوٹھ ہے جس میں جاذب انصاری معروف سرائیکی شاعر ہو گزرے ہیں۔اس خاندان کے ایک فرد محمد اکمل انصاری (ریٹائرڈ ملازم محکمہ پوسٹ) کے مطابق:

''محمد امین انصاری ہمارے بزرگوں میں سے تھے۔قاضی اور عالم ہونے کے ساتھ ساتھ شاعرانہ ذوق کے مالک تھے۔وہ شاعری میں امین، عاشق اور فقیر تخلص کرتے تھے۔معروف سرائیکی شاعر خرم بہاولپوری سے اُن کے دوستانہ تعلقات تھے اور کبھی کبھار اتوار کے دن خرم بہاولپوری سائیکل پر سوار ہو کر احمد پور شرقیہ سے چنی گوٹھ انصاری صاحب سے ملنے آیا کرتے تھے۔قاضی صاحب غزل اور نظم دونوں میں طبع آزمائی کرتے تھے۔لیکن اب اُن کا بیشتر شعری سرمایہ دیمک کی نظر ہو گیا ہے۔آخری عمر میں قاضی صاحب چنی گوٹھ سے ملتان منتقل ہو گئے تھے اور وہیں پر اُن کا انتقال ہوا۔''(۱۴)

معروف سرائیکی محقق میر حسان الحیدری دیوان فرید اردو کے مقدمہ میں ''سرائیکی وسیب میں اُردو شعری روایت'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

''مولوی محمد امین عاشق چنی گوٹھ عربی فارسی کے متبحر عالم، استاذ الکل اور نامور مدرس تھے۔شعر و ادب کا خاصہ ذوق رکھتے تھے۔وہ فارسی،عربی، ہندی،اُردو اور سرائیکی کافی اور غزل کے قادر الکلام شاعر تھے۔'' (۱۵)

محمد امین انصاری کا لکھا قصہ ''تمیم انصاری'' پہلی دفعہ مطبع بلالی ساڈھورہ، ضلع انبالہ سے ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۷ء کو شائع ہوا۔اس کا دوسرا ایڈیشن ''قصہ تمیم انصاری بزبان ملتانی'' کے نام سے مولوی خدایار ونور احمد ونور محمد وفیض احمد، تاجران کتب ملتان نے ستمبر ۱۹۱۰ء کو مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے شائع کروایا۔

کل سات سو اشعار پر مشتمل اس قصے کی ابتداء سرائیکی زبان کی ہزار سالہ شعری ریت کے مطابق رب ذوالجلال کی حمد اور محمدؐ عربی کی نعت سے ہوتی ہے۔

کھاں الحمد خاصہ میں خدا کوں　　صلوتاں لکھ محمد مصطفیٰ کوں
محمد دوست رب العلمین ہے　　محمد شاہ ختم المرسلین ہے　　(ت ش۔۱،۲)

قصے کا لینڈ سکیپ ارض مقدس ہی کا ہے لیکن اس پر مقامیت کے اثرات غالب نظر آتے ہیں۔گزرے وقتوں میں جب عہد جدید کی مانند تفریحی مقامات اور معاشرتی اصلاح واحوال کی کوئی تنظیمیں وغیرہ موجود نہ تھیں، تو ایسے میں لوک صنف قصہ ہی عوام الناس کی تفریح اور راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا نظر آتا ہے۔ قصے کے شاعر کا پس منظر ایک عالم دین اور قاضی کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔انہوں نے حضرت تمیم انصاری کا قصہ لکھ کر جہاں ایک طرف صحابہ کرامؓ سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے وہاں دوسری طرف اپنے وسیبی قاری کے لیے دینی فقہی مسائل کے ادراک اور ان کے حل کو بہت موثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔قصہ تمیم انصاری دراصل حضرت تمیم انصاری کے مافوق الفطرت مخلوق کی قید میں گزرے سات برسوں کی کہانی ہے۔قصہ کے انسانی کرداروں میں حضرت تمیم انصاری کا کردار مرکزی حیثیت کا حامل ہے اور قصہ کی پوری کہانی اسی کردار کے اردگرد گھومتی نظر آتی ہے۔ایک صحابی رسولؐ ہونے کے ناطے آپ کا کردار پختگی اور خود اعتمادی کی نعمت سے سرشار نظر آتا ہے اور اسی نعمت کی بدولت ہی آپؓ غیر انسانی مخلوق کی پیدا کردہ مشکلات پر قابو پاکر آخر کار آپ بخیر وخوبی واپس گھر لوٹنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ پورے قصے میں حضرت تمیم انصاری کی زوجہ کا نام کہیں بھی سامنے نہیں آتا اور عرب معاشرے سے قطع نظر مقامیت کے حوالے سے یہ بات کوئی اتنی معیوب بھی نہیں لگتی کیونکہ سرائیکی وسیب کا ماضی مقامی ہندومتھ کے ساتھ جڑا ہوا ہے، جس میں عورت کو اس کے نام کی بجائے اس کے حوالے سے یاد کرنا زیادہ مروج ہے۔ قصے کے انسانی کرداروں میں تمیم انصاری کی زوجہ کا کردار بھی ایک توانا اور اسلامی روایات کی پاسدار عورت کے روپ میں سامنے آتا ہے۔شاعر نے اس کردار کے ذریعے کئی دینی فقہی مسائل اور اُن کے حل کو بیان کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ تمیم انصاری کی بیوی اپنے خاوند کے لاپتہ ہونے پر تین سال انتظار کرنے کے بعد جب خلیفہ وقت حضرت عمر فاروقؓ کے دربار میں اپنی پریشانی بیان کرنے کی غرض سے حاضر ہوتی ہے تو اس موقع پر شاعر نے ان کا ظاہری حلیہ کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے۔

اچانک لنگھ آئی در کنوں ذال — آہی سر پیراں تائیں چادر نال (ت ش۔۱۳)

مذہب اسلام میں عورت کے پردہ کا حکم خود قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِیمًا"

ترجمہ: ''اے نبیؐ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اُوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے، تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے''۔(۱۶)

شاعر نے قصے میں ایک اہم دینی فقہی مسلے کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی ہے۔ جس کے مطابق ایسی عورت جس کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور کافی مدت تک اس کا کوئی پتہ نہ چل سکے، تو ایسی حالت میں اُس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ ایسی صورت حال میں آئمہ کرام کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کے مطابق:

''زوجہ مفقود کے لیے مالکیہ کے نزدیک مفقود کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کی دارالسلام میں تو صورت ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں مرافع کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا۔ اگر نکاح کے عینی گواہ موجود نہ ہوں تو اس معاملہ میں شہادت بالتسامع بھی کافی ہے۔ یعنی شہرت عام کی بنا پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود دولا پتہ ہونا ثابت کرے بعد ازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش و تلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے۔ پھر ان چار سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے تو مفقود کو مردہ تصور کیا جاویگا۔ نیز ان چار سال کے ختم ہونے کے بعد چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ حنفیہ کے نزدیک دارالحرب میں جب تک اس کے ہم عمر لوگ زندہ ہیں اس وقت تک اس کی بیوی کے لیے اس کے نکاح سے جدا ہونے اور دوسرا نکاح کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔(۱۷)

قصہ تمیم انصاری کے کرداروں کی غالب تعداد مافوق الفطرت عناصر یعنی جنوں، دیوؤں اور پریوں وغیرہ پر مشتمل ہے۔ جن میں دیوسیاہ (یہ حضرت تمیم انصاری کو حالت جنبی میں زمین سے آسمان پر اٹھا کر لے جاتا ہے)، دیوکدن (یہ کافر دیوؤں کے لشکر کا سپہ سالار ہے) دیوزرانگیز (یہ مسلمان دیوؤں کے لشکر کا سپہ سالار ہے) شہ پری (یہ مسلمان دیوؤں کے لشکر کی سردار ہے)، دیوکالا (یہ کافر دیو ہے جو شہ پری کی قید میں زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے) اور دوسرے بھی کئی انسانی اور غیر انسانی کردار شامل ہیں۔ فیروز اللغات میں دیو کی لغوی معنویت کے متعلق درج ہے۔

''(۱) چھپی ہوئی مخلوق، ایک پوشیدہ مخلوق جو مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق آگ سے پیدا کی گئی ہے۔(۲) بھوت۔ پریت۔ آسیب (۳) مضبوط۔ سخت۔ جفاکش۔ عام انسانوں سے زیادہ کام کرنے والا، (۴) ثابت قدم۔ شہ زور۔ سرکش۔'' (۱۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (۱۹)

ترجمہ: اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

قصہ کے واقعات کے مطابق حضرت تمیم انصاریؓ جب دیوکدن کے جنگی قیدی دیوؤں کے ساتھ قید ہو کر شہ پری کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تو شہ پری کے پوچھنے پر اپنا تعارف شاعر کی زبانی کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

تمیم انصاری آکھیم نام میرا
جو وچ شہر مدینے دے رہاں میں
محمد مصطفیٰ ؐ دا یار ہاں میں

(ت ش۔۱۷۰۔۱۷۱)

جب شہ پری کو آپؓ کے صحابی رسولؐ ہونے کا پتہ چلتا ہے تو وہ اپنا تخت چھوڑ کر فوراً زمین پر آجاتی ہے اور دو رکعت نماز نفل شکرانہ ادا کرنے کے بعد حضرت تمیم انصاری کی آنکھوں کو بوسہ دے کر آنحضرت محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کرتی ہے تو آپؓ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ تو دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں۔ اس پر شہ پری زار و قطار روتی ہے اور اپنی شاہی میں تین دن کے سوگ کا اعلان کرتی ہے۔

کرن زاری تے سینے تے دست مارن اتے غم کنوں سر تے خاک پاون
ڈیہاڑے ترے یہا ماتم اُنہاں کوں تھیا حدوں زیادہ غم انہاں کوں

(ت ش۔۱۸۱-۱۸۲)

اسلامی شرعی احکامات کے مطابق مرنے والے کے لواحقین کے لیے تین دن کا سوگ منانا جائز ہے۔حدیث نبویؐ ہے۔

ترجمہ: ''نہیں ہے حلال کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پہ ایمان رکھتی ہے کہ وہ سوگ منائے کسی میت پر تین دن سے زیادہ، مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن''۔(۲۰)

شہ پری نے حضرت تمیم انصاریؓ کو زمرہ شہر میں موجود اپنے ساتھ بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کا کہا اور آپؓ کو خیر و خوبی واپس گھر پہچانے کی تسلی کروائی۔

آکھیا اُوں شہ میکوں ہوتوں دلشاد	میرے ستاں پتر اندا ہوتوں اُستاد
میرا ہک شہر زمرہ ہے اوندا ناؤ	اتھا ہیں توں پڑھا انہاں کوں قرآن

(ت ش۔۱۸۳۔۱۸۴)

علم کی فرضیت کے حوالے سے حدیث نبویؐ ہے:

'عن انس قال رسول الله ﷺ طلب العلم فريضة على كل مسلم۔" (۲۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''علم کی طلب و تحصیل ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

جب شہ پری کے بچوں کی قرآن پاک کی تعلیم مکمل ہوئی تو حسب وعدہ اُس نے تمیم انصاریؓ کو مدینہ شہر پہنچانے کے لیے اپنی قید میں موجود دیو کالا کو اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ آپؓ کو تین دن میں منزل مقصود تک پہنچائے گا۔روانگی کے وقت کسی مشکل کی صورت میں شہ پری نے آپؓ کو ایک دعا پڑھنے کے لیے بتائی۔دعا کی قبولیت کے بارے خود قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ" (۲۲)

ترجمہ: اور اے نبیؐ! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں اُن سے قریب ہوں۔پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے میں اس کی پکار سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔یہ بات تم انہیں سنادو شاید کہ وہ راہ راست پالیں'

قصے میں شہ پری کی زبانی بیان کردہ شاعر کی دعا بھی عربی اللسان ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم سبحنك ما عبدناك حق عبادتك و ما عرفناك حق معرفناك

(ت ش۔۲۷۰)

راستے میں جب دیو کالا نے وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتے ہوئے تمیم انصاریؓ کو تنگ کرنا شروع کیا تو آپؓ کے شہ پری کی بتائی دعا پڑھنے پر وہ آگ میں جل کر راکھ ہوگیا۔ اسی اثناء میں آپؓ نے اپنے آپ کو ایک ویران جنگل میں پایا اور وہاں ایک ایسی مخلوق دیکھی جو ہاتھ اور پاؤں کے بغیر حرکت کرسکتی تھی۔ اس مخلوق نے تمیمؓ کو بتایا کہ ہمارا کام کفر اور اسلام کے درمیان تفریق کرنا ہے اور ہم روزِ محشر میں مسلمانوں کو بہشت اور کافروں کو دوزخ تک پہنچائیں گے۔

خدا پیدا کیتا ساکوں اسے کام کفر کنوں جدا کردے ہیں اسلام
بہشتاں وچ مسلماناں کوں نیسوں اتے کفار کوں دوزخ وچ پہنچیسوں
جدا ہک بے کنوں ڈوہائیں کریسوں قیامت روز ایہا کم کریسوں
(ت ش: ۳۰۵ تا ۳۰۷)

شاعر کے مذکورہ بیان کی تصدیق قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

ارشاد ربانی ہے!

''إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الأَرْضِ ذَهَباً وَلَوِ افْتَدَى بِهِ أُوْلَـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ"(۲۳)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور کفر ہی کی حالت میں جان دے دی۔ اُن میں سے کوئی اگر اپنے آپ کو سزا سے بچانے کے لیے روئے زمین بھر کر سونا بھی فدویہ میں دے تو بھی اُسے قبول نہ کیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے۔ اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔''

"وَالَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ أُولَـئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ"(۲۴)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے، وہی جنتی ہیں اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے''۔

حضرت تمیم انصاریؓ جب راستے کی مشکلات کا سامنا کرتے کرتے تھک ہار کر مایوس ہونے لگتے ہیں تو جنگل میں آپؓ کی ملاقات ایک سفید ریش خوش شکل انسان سے ہوتی ہے۔ جو آپؓ کو درست سمت یعنی مغرب کی طرف سفر کرنے کا مشورہ دیتا ہے اور بوقت روانگی آپ کے ہاتھ میں طلسماتی طاقت کا حامل غلولہ تھما دیتا ہے۔ آپؓ کو ایک محل نظر آتا ہے جس کے دروازے پر کلمہ طیبہ لکھا ہوتا ہے۔ آپؓ محل کے دروازے پر لگے تالے کو غلولہ کی مدد سے کھولنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

غلولہ جو آہا اوندے کول ملیس جندرے اتے گھدس کھول
آکھیا میں اے جوان اے کیڑھی جائے اتے ایہو تخت اُتے کون ستا ہے
آکھیس اے نانگ ایندے ہن نگہبان تے ستا تخت اُتے ہے سلیمانؑ
(ت ش۔۴۲۹)

حضرت سلیمانؑ کی جنوں، دیوؤں، پریوں، جانوروں اور پرندوں پر حکمرانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔

"وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْماً وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ٥ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ"(۲۵)

ترجمہ: ہم نے داؤدؑ ،وسلیمانؑ ،کوعلم عطا کیا۔اورانہوں نے کہا کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی اور داؤدؑ کا وارث سلیمانؑ ہوا۔اوراُس نے کہا لوگو ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہر طرح کی چیزیں دی گئی ہیں۔بے شک یہ (اللہ کا) نمایاں فضل ہے۔

قصہ تمیم انصاریؓ کے مطابق:

لا الہ الا اللہ سلیمان رسول اللہ ہے۔ (ت ش۔۴۲۹)

کلمہ لا الہ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی معبودیت کی فضیلت کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے۔

"ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الايمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادنا ها اماطة الا ذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان متفق عليه"

ترجمہ: نبیؐ نے فرمایا! ایمان کی ستر سے اوپر شاخیں ہیں۔ان میں افضل لا الہ اللہ ہے۔(۲۶)

حضرت تمیم انصاریؓ کی آسمانوں سے سفر واپسی پر حضرت خضرؑ، حضرت الیاسؑ، اور علیقہ شاہ (آدم زاد) کی بیٹی (جس کے نام کا ذکر نہیں آیا، کئی دیو اس کے تابع فرمان تھے) سے بھی ملاقات ہوئی۔قرآن مجید میں حضرت خضر (پانیوں کے بادشاہ) کی طرف اشارہ بھی موجود ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"فَوَجَدَا عَبْداً مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْما"(۲۷)

ترجمہ: اورانہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا۔اوراپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔''

اس طرح سفر واپسی پر آپؓ کی ملاقات دنیا پر فتنہ پھیلانے والے''دجال'' سے بھی ہوئی اور قوم یاجوج ماجوج کو دیکھنے کا موقع بھی میسر آیا۔دجال کا ذکر مختلف احادیث نبوی میں قیامت کی نشانیوں کے باب میں آیا ہے۔شاعر کے بیان کے مطابق:

ایہو دجال ہے آخر زماں وچ تھیسی پیدا کفر کریسی جہاں وچ
آکھیس اوذال دنیا ہے مکارہ ماریا یاجوج ماجوج نعرہ
(ت ش۶۵۷ تا ۶۵۸)

مولانا مودودی نے''تفہیم القرآن'' میں نزول عیسیٰؑ اور دجال کے متعلق ۱۲۱ احادیث مبارکہ درج کی ہیں۔ یہ احادیث بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، مسند احمد، مشکوۃ شریف، ابوداؤد، ابن ماجہ، کتاب الملاحم، طبرانی، اور حاکم سے لی گئی ہیں۔ حضورؐ نے قیامت کی نشانیاں بیان فرماتے ہوئے دجال، کا بھی ذکر فرمایا۔ارشادنبویؐ ہے۔

''قال اطلع النبی ﷺ علینا و نحن نتذاکرفقال ماتذکرون قالوا نذکرو الساعة قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشرایات فذکرالدخان و الدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی ابن مریم و یاجوج و ماجوج وثلثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرة العرب واخری ذلك نار تخرج من الیمن تطردالناس الی محشرهم و فی روایة نار تخرج من قعر عدن تسوق الناس الی المحشر و فی روایة نارتخرج من قعرعدن تسوق الناس الی المحشروفی روایة فی العاشرة و ریح تلقی الناس فی البحررواه ملسم''

ترجمہ: قیامت ہرگز قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ تم دیکھ لو اس سے پہلے دس نشانیاں۔ پس ذکر کیا نبیؐ نے دھوئیں کا، دجال کا، دآبۃ الارض کا، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا، حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا، یاجوج ماجوج کا اور تین جگہ زمین کے دھنسنے کا، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک جزیرۃ العرب میں اوران میں سے ایک آخری نشانی آگ ہوگی جویمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی محشر کی طرف۔''(۲۸)

قوم یاجوج ماجوج کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے کہ:

"قَالُوا یَا ذَا الْقَرْنَیْنِ إِنَّ یَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِی الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجاً عَلَى أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدّاً"(۲۹)

ترجمہ: ''اُن لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج اس سرزمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم تجھے کوئی ٹیکس اس کام کے لیے دیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دے۔''

قصے کے شاعر محمد امین انصاری نے قصے کے آغاز میں جس اہم شرعی مسئلے کی طرف اشارہ کیا تھا، (یعنی ایسی عورت جس کا خاوند لاپتہ ہو جائے کیا اس کو عقد ثانی کی اجازت ہے؟) قصے کے آخر میں اُس کا حل سامنے آجاتا ہے۔ قصے کے واقعات کے مطابق حضرت تمیم انصاری کی زوجہ نے حضرت عمر فاروقؓ کے دربار میں اپنے خاوند کے گم ہونے کی اطلاع دی تو آپ نے اُن کو چار سال تک انتظار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چار سال مکمل ہونے پر جب وہ دوبارہ آپؓ کے پاس حاضر ہوئی تو آپؓ نے انہیں مزید چار ماہ اور دس دن انتظار کا حکم دیا اور مدت عدت پوری ہونے پر اسے عقد ثانی کی اجازت دے دی۔ جس دن وہ ایک شخص کے ساتھ دوسرا نکاح کرتی ہیں اُسی روز حضرت تمیم انصاریؓ جنوں، دیوؤں کی قید سے آزاد ہو کر مدینہ یعنی گھر پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت علیؓ حضرت تمیم انصاری کو پہچان لیتے ہیں اور ان کی زوجہ اور بچے ان کے حوالے کر دینے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

آکھیا حضرت علیؓ گھن ہن ایہا ذال

جو تیرے ملک وچ ایہ ذال ایہ بال (ت ش۔۵۸۱)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عقد ثانی ہو چکنے کے بعد اگر پہلا شوہر واپس آجائے تو ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔

''ایک یہ کہ شوہر ثانی کے ساتھ خلوت صحیحہ ہونے سے پہلے (شوہر اول) آجاوے،

خواہ عدت وفات کے اندر یا بعد اور خواہ نکاح ثانی سے پہلے یا بعد اور دوسری صورت یہ کہ ایسے وقت واپس آئے جبکہ عدت وفات گزارنے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کر چکی ہے اور خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہے۔ان میں سے پہلی صورت کا حکم بالاتفاق یہ ہے کہ زوجہ شوہر اول ہی کے نکاح میں بدستور سابق رہیگی۔دوسرے خاوند کے پاس نہیں رہ سکتی۔دوسری صورت میں مالکیہ کا تو مشہور مذہب یہی ہے کہ زوجہ دوسرے خاوند کے پاس رہے گی۔''(۳۰)

امام ابوحنیفہ کی رائے مذکورہ بیان سے کچھ مختلف ہے۔ان کے مطابق:

''اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آجاوے تو اس کی عورت ہر حال میں اُسی کو ملے گی خواہ عدت وفات کے اندر آجاوے یا بعد انقضائے عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت صحیحہ کے بعد آئے یا پہلے''(۳۱)

قصے کے اختتام پر شاعر نے اپنا اور کاتب کا نام درج کر کے اللہ رب العزت سے خاتمہ ایمان اور روز محشر میں کامیابی کی دعا طلب کی ہے۔

تمیم انصاری دا قصہ تمامت خدا بخشے اساں ایمان سلامت
امین جوڑ یا تے عبداللہ لکھیا خدا بخشے اساں ایمان دا بکھیا
فضل تیرے دی میں پوشاک پاواں جیڑھے ویلے قدم وچ خاک پاواں
زبان کلمے شہادت پر چلاویں فرشتے میں کنوں خوش دل ولاویں
(ت ش۔۶۸۲،۶۸۳،۶۹۹،۷۰۰)

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ امین انصاری کا قصہ تمیم انصاریؓ سرائیکی قصہ کاری میں کسی صحابی رسولؐ کی زندگی پر اپنی نوعیت کا واحد قصہ ہے۔جس میں بیان کیے تقریباً ہر واقعے کا ذکر کہیں قرآن وحدیث تو کہیں دوسری دینی کتب میں ضرور ملتا ہے۔قصہ کو زبان وبیان کے ترازو میں تولیں تو یہ مثنوی کی ہیئت میں لکھا ہوا ہے۔اس کی زبان سادہ لیکن تجسس سے بھرپور ہے۔بنیادی طور پر''قصہ تمیم انصاریؓ''صحابی رسولؐ حضرت تمیم انصاری کی زندگی کے بیتے اُن سات برسوں کی کہانی ہے جو انھوں نے جنوں، دیوؤں، اور پریوں کی قید میں بسر کیے۔قصے میں مافوق الفطرت عناصر کی مقدار بہ نسبت انسانی کرداروں کے زیادہ ہے لیکن دلچسپی کا عنصر غالب ہونے کے

سبب قاری اسے پڑھتے ہوئے اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ قصہ میں مذہبی، شرعی اور وسیبی مسائل کے ادراک کے ساتھ ساتھ اُنکا حل الہامی حدود وقیود اور قوانین و روایات کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ قصہ کار کا زمانی معاشرتی پیکر اپنے حالات و واقعات اور وسیبی معیارات کے حقیقی پرتو کا مظہر ہے۔ قصہ کار کے عہد میں سرائیکی وسیب میں تعلیم و تربیت کا باقاعدہ نظام موجود نہ تھا۔ لے دے کے وسیبی چوپال، پتھاریاں اور میلے ٹھیلے ہی ایسے مواقع میسر کرتے تھے جہاں سے عقل و دانش کے سوتے چھوٹی چھوٹی مجلسوں، ٹولیوں، اور رات بھر جاری رہنے والی قصہ گوئی کی محافل سے پھوٹتے تھے۔ خاص کر ان قصوں کے ذریعے معاشرتی، معاشی، اخلاقی، دینی، اور دنیاوی موضوعات پر سیر حاصل گفتگو انتہائی سریلے، رنگین اور علمی پیرائے میں اس طرح موضوع سخن بنتی کہ جس سے اصلاح احوال وعقائد اپنے منطقی انجام تک پہنچتے۔

حوالہ جات

۱۔ مہر عبدالحق، ڈاکٹر، ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق، بہاول پور، اردو اکیڈمی، ۱۹۶۷ء، ص: ۹۸

۲۔ صدیقی، ڈاکٹر محمد علی، روزنامہ ڈان (انگریزی)، کراچی، یکم فروری، ۱۹۸۱ء

۳۔ داؤدی، خلیل الرحمٰن، اردو کی قدیم منظوم داستانیں (جلد اول)، لاہور، ۱۹۶۷ء، ص، ۵۳۹

۴۔ علی الجزری، اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (جلد دوم)، بیروت دار الفکر، ۱۹۷۰ء، ص: ۲۶۰ تا ۲۶۱

۵۔ گیان چند، ڈاکٹر، اُردو کی نثری داستانیں، کراچی، انجمن ترقی اُردو، ۱۹۶۹ء، ص: ۷۰۱

۶۔ www.google.com

۷۔ مظہر مسعود، پروفیسر، منظوم قصہ تمیم انصاری ہک ادبی جائزہ (مضمون) مشمولہ ماہنامہ سمل، احمد پور شرقیہ، جون جولائی ۲۰۰۰ء، ص: ۱۰۔

۸۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانش گاہ پنجاب، جلد ۶ (طبع اول) ص: ۶۴۴ تا ۶۴۷

۹۔ شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا (قسط وار)، لاہور، الجدہ پرنٹرز، ستمبر ۱۹۷۶ء، ص: ۵۳۵

۱۰۔ مسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا، مولف ایم۔ایس ناز، لاہور، مطبوعات شیخ غلام علی، س ن۔ ص: ۲۱

۱۱۔ ناصر، ڈاکٹر نصر اللہ خاں، سرائیکی شاعری دا ارتقاء، ملتان، سرائیکی ادبی بورڈ، ۲۰۰۷ء، ص: ۴۱۳

۱۲۔ پرویز، ڈاکٹر سجاد حیدر، مختصر تاریخ زبان و ادب سرائیکی، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۲ء، ص: ۳۲۸

۱۳۔ مظہر مسعود، پروفیسر، منظوم قصہ تمیم انصاریؓ، ہک ادبی جائزہ، (مضمون) مشمولہ ماہنامہ سمل، احمد پور شرقیہ، جون جولائی، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۰

۱۴۔ انصاری، محمد اکمل، (زبانی انٹرویو) بمقام بہاول پور، مورخہ ۲۰ جون ۲۰۱۴

۱۵۔ حیدری، میر حسان (مرتب)، اردو دیوان فرید، بہاول پور، سرائیکی ادبی مجلس، ۲۰۰۵ء، ص ص: ۱۶۶، ۱۶۷

۱۶۔ القرآن، ۳۳: ۹۵

۱۷۔ تھانوی، مولانا اشرف علی، حیلہ ناجزہ، کراچی، دار الاشاعت، ۱۹۸۷ء (طبع اول) ص ص: ۶۲، ۶۳

۱۸۔ فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات اردو (جامع)، کراچی، فیروز سنز، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۲۷

۱۹۔ القرآن، ۵۱: ۵۶

۲۰۔ ھندی، علاء الدین علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، حدیث نمبر ۲۷۸۱۵، س ن، ص: ۲۴۸

۲۱۔ نعمانی، مولانا محمد منظور، معارف الحدیث (جلد ہشتم)، کراچی، دار الاشاعت، ۲۰۰۱ء، ص ص: ۲۹، ۳۰۔

۲۲۔ القرآن، ۲: ۱۸۶

۲۳۔ القرآن، ۳: ۹۱

۲۴۔ القرآن،۲:۸۲

۲۵۔ القرآن،۲۷:۱۴،۱۵

۲۶۔ مشکوۃ المصابیح،(الجزالاول)،لاہور،مکتبہ رحمانیہ،سن ن،حدیث نمبر۳

۲۷۔ القرآن،۱۸:۵۶

۲۸۔ مشکوۃ المصابیح،باب وذکر الدجال،کراچی،قدیمی کتب خانہ،سن ن،ص:۴۷۲

۲۹۔ القرآن،۸۱:۹۴

۳۰۔ تھانوی،مولانا اشرف علی،حیلہ ناجزہ،مذکورہ،ص:۶۸

۳۱۔ ایضاً